بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سچ

ایل ۳۰۲۶

قیمت سالانہ سے ٦ ؍
بیرون ہند سے ۸ شلنگ

قیمت ششماہی ۳ ؍
فی پرچہ ۱ ؍

نمبر ۲۲ | ۲۷ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ ۷ ستمبر ۱۹۲۶ء | جلد ۲

سچی باتیں

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

مسدس حالی کے یہ نعتیہ اشعار غالباً آپ کی نظر سے گذر چکے ہوں۔ ان میں سرور کائنات صلعم کی جو تصویر دکھائی گئی ہے، یہ آپ کے نزدیک محض شاعری ہے یا حقیقت بیانی ہے؟ حدیث وسیرت کی معتبر کتابوں میں اس پاک زندگی کے یہی پاک خط وخال واضح ہیں، یا اسکے برعکس؟ موافقین کو جانے دیجیے، آج جن لوگوں نے مخالفت وعداوت کے جذبات کے ساتھ قلم اٹھائے ہیں، کیا انکو بھی اسکے مخالف کچھ لکھنے کی جرأت ہو سکی ہے! انکو بھی جانے دیجیے۔ کفار قریش میں جو شدید ترین دشمن تھے، اور جو "شاعر" و "ساحر" "کاہن" و "مجنون" کہہ کر اپنی "قوت واہمی" کا ثبوت ہم پہونچاتے رہتے تھے، کیا انکو بھی کبھی، رحمت عالم کی شفقت ورحمت، ہمدردی وغریب نوازی، تواضع وانکسار میں شک وشبہہ ہوا ہے؟

آپ کہتے ہیں کہ آپ تمام مجھے جانتے ہیں، بلاک کہہ ہے ہیں برباد ہوتے ہیں آپ کی شفقت ...

آپ کو یہ بے ذاتی ہے، لیکن آپ نے ادھر بھی کبھی خیال کیا ہے، کہ اپکی زندگی کو آپ کے سردار، اور ساری دنیا کے سردار کی زندگی سے کوئی بعید سی بعید مناسبت بھی باقی رہی ہے؟ آپ کے طرز عمل کو آپ کے آقا، اور ساری دنیا کے آقا کے طرز عمل سے کوئی ادنیٰ سا ادنیٰ واسطہ بھی رہ گیا ہے؟ آپ اگر زمیندار ہیں، تو اپنے کاشتکاروں کے ساتھ، اگر حاکم ہیں تو اپنے زیر دستوں کے ساتھ، اگر بڑے ہیں تو اپنے چھوٹوں کے ساتھ، آپ کا کیا برتاؤ ہے؟ اپنی عمر میں کتنے فاقہ زدوں کے حلق میں رزق کے دانے پہونچانے کے لیے آپ نے اپنی دعوتیں اور ضیافتیں ناغہ کی ہیں؟ کتنے بیکسوں کی غمخواری، اور دکھیاروں کی خبرگیری میں آپ نے اپنے خواب واستراحت کی کچھ گھڑیاں بھی قربان کی ہیں؟ عید میں جب اپنے بچوں کو نئے کپڑوں میں دیکھ کر آپ خوش ہوتے ہیں، کبھی ادھر بھی آپ کا ذہن جاتا ہے، کہ آپ ہی کی بستی، آپ ہی کے محلہ، آپ ہی کے پڑوس میں کتنے بن ماں باپ کے بچے ایسے بھی ہیں، جو آپکے بچوں کے نئے کپڑوں کو نہیں، انکے جسم کی بیچی پرانی اُتارن کو ترس رہے ہیں؟ حکام کی پارٹیوں میں، رئیسوں کے "ایٹ ہوم" میں جس وقت چاروں طرف الوان نعمت کے ڈھیر لگے ہوں، کبھی یہ یاد بھی آپ کے دل میں کھٹک پیدا کرتی ہے، کہ اسی قطعۂ زمین سے چند قدم کے فاصلہ پر آپ ہی کے کچھ بھائی بند ایسے بھی ہیں، جنکے گھروں میں، اگر آپ کی بچی کھچی میز کی پلیٹیں نہیں، بلکہ آپکے بچے کچے جھوٹے ٹکڑے، وہ ٹکڑے، جنھیں شاید آپ کتے بھی نہ کھائیں، پہونچ جائیں، تو ان بیچاروں کو رزق نصیب ہو جائے؟

آپ کے رسول برحق کو خدائے عالم کا مخدوم بنا کر بھیجا تھا، مگر وہ سب کی خدمت پر حریص ہے۔ آپ کی حیثیت خادم سے زیادہ نہیں، لیکن آپ بجائے خدمت کرنے کے دوسروں سے خدمت لینے پر حریص ہیں! ادھر آنحضرت کے حبیب اپنے ہاتھ سے دوسروں کے کام کاج کر دیا کرتے تھے، آپ خود اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں! وہ محتاجوں اور بے آسروں کی ہمنشینی، فاقہ زدوں اور بیماروں کی دلجوئی فرماتے رہتے تھے، آپ کو امیروں اور رئیسوں، حاکموں اور افسروں کی دوستی اور ہمنشینی میں لطف آتا ہے! وہاں فرط خلوص و ایثار سے دشمن تک "اپنے" ہو جاتے تھے، یہاں خود غرضیوں کا یہ عالم ہے، کہ "اپنے" تک دشمن بن جاتے ہیں! اس حال میں، ہم کو آپ کو، کوئی حق حاصل ہے، کہ اپنی پستی و شکستہ حالی، ذلت و درماندگی پر فریاد بھی کر سکیں؟ حرف شکوہ زبان پر لا سکیں؟

"م"

زمین کس کی ہے؟

لیبر پارٹی کا نام اردو اخبارات میں بار بار آتا ہے، مگر بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس پارٹی کے مخصوص عقائد کیا ہیں۔ یورپ کا جو نظام معاشرت ہے، اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے، کہ ساری دولت سمٹ کر چند افراد کے ہاتھ میں آ جاتی ہے، یہ چند افراد لاکھوں، کروڑوں، اربوں کے مالک ہو جاتے ہیں، اور باقی سارا ملک مفلسی و تنگدستی میں بسر کرتا ہے، بلکہ جس نسبت سے امرا کی دولت بڑھتی جاتی ہے، ٹھیک اسی نسبت سے قوم میں مفلسی اور بدحالی پھیلتی جاتی ہے۔ اسلام نے جو نظام زندگی اپنے پیرووں کے لیے پیش کیا ہے، اس میں مہاجنی، اسراف، اور محلوں کی سرے سے گنجائش ہی نہیں، اس کے نزدیک دولت کی تقسیم سارے افراد قوم میں تقریباً برابر ہونی چاہیے، بر خلاف اس کے یورپ کی ساری رونق و چہل پہل کی بنیاد مہاجنی اور سرمایہ پر ہے۔ سوشلزم، بالشویزم، کمیونزم اور خود لیبر پارٹی کی تحریک اسی نظام سرمایہ داری سے بغاوت کے نام ہیں۔

انسانی زندگی کا دارومدار جن تین چیزوں پر ہے، ان میں ہوا اور پانی کے بعد تیسرا نمبر غذا کا ہے۔ ہوا کا ذخیرہ قدرت کی طرف سے سب کے لیے یکساں وقف ہے، کسی شخص کو سانس لینے کے لیے کسی دنیوی حکومت کو کوئی ٹیکس نہیں دینا پڑتا ہے۔ پانی کے ذخیرے، سمندر، دریا، اور چشمے بھی اسی طرح عام نفع کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ لیکن خوراک جو زمین سے پیدا ہوتی ہے، اس کی صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ غلہ، ترکاری، پھل، غرض ہر وہ خوراک جو زمین سے بذریعہ کاشت کے پیدا ہوتی ہے، اس پر زمینداروں کا ایک مخصوص گروہ اپنا قبضہ جمائے ہوئے ہے، اور عام نسل انسانی ہر وقت اسی کے رحم و کرم کی محتاج و پابند ہوئی ہے۔ ہر کاشتکار ہر قطعہ زمین کے لیے لگان دینے پر مجبور ہے۔ روس اور دوسرے ملکوں میں اس ناانصافی اور زبردستی کے خلاف عرصے سے جد و جہد جاری ہے، اب انگلستان کی لیبر پارٹی نے بھی اس مسئلہ کو پوری طرح اپنے پروگرام میں شامل کیا ہے، اور اس کے خلاف ایک پرزور جد و جہد کا تہیہ کر لیا ہے۔

۵۔ اگست کے ڈیلی ہیرلڈ (لندن) میں اس رپورٹ کا خلاصہ شائع ہوا ہے جو لیبر پارٹی کی ایک تحقیقاتی کمیٹی نے مسئلہ اراضی کے باب میں تیار کی ہے۔ لب لباب یہ ہے، کہ رفتہ رفتہ کل زمینیں، زمینداروں اور جاگیرداروں کے قبضہ سے، انھیں معاوضہ دے دلا کر، نکلتی آئیں گی، اور قوم کی مشترک ملکیت ہو جائیں گی۔ ظاہر ہے کہ انگلستان کا زبردست گروہ امرا، اس صورت حال کو ایک لمحہ کے لیے برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کی طرف سے اس مطالبہ کا پُرزور مقابلہ ہونا لازمی ہے، خواہ اس پر خونریزی ہی کی نوبت آ جائے۔ برطانیہ کے بعد ہندوستان بھی اس کشمکش سے عرصہ تک محفوظ نہیں رہ سکتا، اور اس کی ابتدا تو اب بھی ہو چلی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ، جو دور اندیشی اور انجام بینی سے کام لیکر، واقعات آئندہ کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔

"م"

اطمینان کی سانس

نامور ہندو بزرگ سری کرشن جی کی پیدائش کی یادگار میں، ہر سال جنم اشٹمی کے نام سے جو جشن سارے ہندو ہندوستان میں منایا جاتا ہے، اس پر حکومت ہند کے نیم سرکاری اخبار پائنیر نے اپنے خاص کالموں میں ایک مقالہ شائع فرمایا ہے، جس میں اس تہوار کے تاریخی، مذہبی، روایتی، سارے پہلوؤں پر نظر کرنے کے بعد، مضمون کا خاتمہ اس عبارت پر کیا گیا ہے۔

"سری کرشن، اگر تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کے نزدیک اپنے زمانہ کے سب سے بڑے سیاسی و قومی رہنما بھی تھے۔ ان کی گیتا کو ہندو عقائد کے مطابق فرض شناسی اور عملی زندگی کا سب سے بڑا ہدایت نامہ سمجھا جاتا ہے .... بنگال میں، انقلابی شورش کا اصلی محرک گیتا ہی کی تعلیم کو سمجھا گیا، لیکن ہر فرقہ کے راسخ العقیدہ ہندوؤں نے نوجوان بنگالیوں کی اس تحریک کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا۔ ان کا کہنا ہے، کہ بنگالی قوم پروروں نے گیتا کی تعلیم کو سمجھا ہی نہیں ... بلکہ اطمینان ہوتا ہے کہ آج جو جشن سارے ملک میں منایا جا رہا ہے، اس میں سری کرشن کی قومی و سیاسی زندگی کی جھلک تک نہیں دکھلائی دیتی"

گویا جنم اشٹمی کا میلہ اور جشن مسرت اسی لیے تو قابل تحسین یا قرار نہیں پایا کہ وہ محض ایک رسم ہی رسم رہ گیا ہے، اور کرشن جی کی زندگی و تعلیم کی حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں رہ گیا ہے! ایک اسی تقریب پر موقوف نہیں، دسہرہ کے جشن کی بنیاد جس حق و باطل کی معرکہ آرائی پر ہے، اور خود اسلامی تقریبات، عید، عید الضحیٰ، محرم وغیرہ میں قومی، سیاسی، و اجتماعی زندگی کے جو بہترین سبق پوشیدہ ہیں، ایثار، حق پرستی، وغیرہ کے بلند ترین جذبات جو ان سے بیدار ہو سکتے ہیں، آج سب کے سب محض ایک "رسم" ہو کر رہ گئے ہیں، جنہیں حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں، اللہ صرف اسی لیے گوارا اور قابل تحمل ہیں! ورنہ اگر دسہرہ کے موقع پر، محض ظالم راون ہی نہیں، بلکہ ہر ظالم و غاصب حکومت کے خلاف بغاوت کی روح پھیل جاتی، اگر محرم کے موقع پر محض ظالم و غاصب یزید ہی نہیں، بلکہ ہر ظالم و فاسق حکومت کے خلاف جذبات بیدار ہو جاتے، اگر حسین کی حق پرستی کی یاد، اور ابھی دلوں میں تازہ ہو جاتی۔ اگر عید الضحیٰ کے موقع پر ابراہیم خلیل اور اسمعیل ذبیح کی شان عبودیت کچھ بھی دلوں کو گرماتی رہتی، تو کیا اس وقت بھی یہ مذہبی تقریبات، ناجائز، ممنوع، اور خلاف قانون قرار پانے سے بچ سکتی تھیں۔

"م"

ہندو۔ سکھ۔ مسلمان۔ اتحاد

(از مولوی برکت اللہ بھوپالی)

مولوی برکت اللہ بھوپالی کے نام سے، جو حُبِ وطن کے جرم میں سالہا سال سے جلاوطن ہیں، اب سچ کے ناظرین اچھی طرح واقف ہوگئے ہوں گے۔ الاصلاح (برلن) کے تازہ نمبر میں انھوں نے ایک مضمون اردو میں بھی تحریر فرمایا ہے، جو بجنسہٖ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ مضمون کے بعض ٹکڑوں سے سچ کو اصولاً اختلاف ہے، تاہم بحیثیت مجموعی اس کا مستحق ہے کہ ہر سنجیدہ ہندوستانی، خصوصاً ہر سنجیدہ مسلمان اس پر غور و توجہ کرے۔ (ایڈیٹر سچ)

ہندوستان ایک مختصر جہان ہے، جہاں تین سو بیس ملین لوگ (۳۲۰،۰۰۰،۰۰۰) بستے ہیں۔ ہر نسل کے لوگ اور ہر دین کے پیرو وہاں موجود ہیں۔ اگر روس کا ملک یورپ سے نکال دیا جائے تو ہندوستان کا رقبۂ زمین یورپ کے براعظم کے برابر ہے۔ علم و ہنر کے حاصل کرنے کی قابلیت ہندوستانیوں میں کسی قوم سے کم نہیں۔ ہمت و شجاعت سے بھی محروم نہیں۔ اب کوئی پوچھے کہ کیوں یورپ میں مختلف نسلوں نے تمدن کو اپنے اپنے طور پر مدوّن کر کے مضبوط کر دیا، اور یورپ کو دنیا کے تمام حصوں میں سربرآوردہ اور ممتاز بنا دیا؟ بخلاف اسکے ہندوستان میں نہ تو مدنیت کے پودے نے ابتک جڑ پکڑی ہے اور نہ وہاں کے لوگوں میں شرفِ نفس اور عزتِ قوم کا احساس ہے۔

میانِ عالمِ شرقی و بر عالمِ غربی ٭ ٭
تفاوت ہاست بے پایاں و بعد بیکراں آمد ٭ ٭
یکے پژمردہ و بیجاں بسان پیر واماندہ
دگر چالاک و پُر آتش مثالِ نوجواں آمد

شخصوں اور قوموں کی جسمانی ترقی اور روحانی پیشرفت اُنکی مالی حالت پر موقوف ہے۔ جہاں لوگوں کو کھانے کو روٹی، پہننے کو کپڑا، رہنے کو گھر ہے، وہاں وہ اطمینان سے جس کام کو ہاتھ میں لیں پورا کر سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ شب و روز تلاشِ معاش میں مبتلا ہیں، انھیں کب ایک لمحہ کی فرصت ملتی ہے کہ علومِ عالیہ اور فنونِ شریفہ کی تحصیل کا خیال کر سکیں۔ ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں کے اکثر باشندے کنگال ہیں، جن کو نہ کھانے کو پیٹ بھر روٹی، پہننے کو کافی کپڑا، اور نہ رہنے کو ستھرا گھر میسر ہے۔ اول تو نواب اور راجے، چند مٹھیوں میں گنے ہوئے کچھ زیادہ دولتمند ہیں جنکے چہرے پر کچھ رنگ و روپ، مگر اور سب کمھلے ہیں۔ زمینداروں اور سوداگروں کی بھی یہی حالت ہے۔ آخر بھوکے، ننگے، بے گھر لوگوں سے جو کیڑے مکوڑوں کی طرح جیتے رہتے ہوں، کیا مدنیت کو ترقی کی امید ہو سکتی ہے؟ اور انھیں کب دم لینے کی فرصت ہو کہ اپنی اور قوم کی حالت کو درست کرنے کی فکر کریں؟

ہندوستان ہمیشہ سے ایسا نہ تھا۔ دو سو سال کے پہلے تک ہندوستان اپنے باشندوں کی زندگی کے ضروری اور آسائش اور آرائش کے اسباب پیدا کرتا تھا۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کی زراعت و صناعت و تجارت کی واردات بھرپور تھی، اور ساری زمین ہندوستانیوں کے ہاتھ میں تھی، اور سارے کارخانوں، پیشوں اور ہنروں کے وہ مالک تھے، اور تمام اندرونی و بیرونی تجارت وہی کرتے تھے۔ اسوجہ سے ہر ایک آدمی کو روٹی، کپڑا، گھر میسر تھا۔ ایسے ملک کو علم اقتصاد میں آزاد ملک کہتے ہیں۔

مگر جب انگریزی سلطنت کی بنیاد ڈیڑھ سو سال پہلے ہندوستان میں پڑی تو انھوں نے ایسے قانون بنائے جس سے ہندوستان کے کارخانوں کی ساختہ چیزیں انگلستان میں محصول دیکر، اور انگلستان کی ساختہ چیزیں ہندوستان میں بلا محصول داخل ہوسکیں۔ اس اندھا دھند کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستانی مصنوعات کا تھوڑے دنوں میں نہ دیس میں اور نہ پردیس میں کوئی خریدار رہا۔ اور انگلستان کے کارخانوں کی بنی ہوئی چیزیں ہندوستان میں بکنے لگیں۔ اور ہندوستانی کارخانے آہستہ آہستہ مٹ گئے اور حالت یہ ہوگئی کہ سوئی، تاگا، قینچی، چاقو، چھری، کپڑا، جوتا، رکابی، پیالہ، کھلونے، دیاسلائی کوئی چیز ایسی نہیں جو پردیس سے نہ آتی ہو۔ یہاں تک کہ مصنوعی شکر اور ساختہ گھی بھی دوسرے ملکوں سے آتا ہے۔ ان کارخانوں اور پیشوں کے مٹ جانے سے قوم کے آدھے سے زیادہ لوگوں کی روٹی ماری گئی۔

رہی زمین، اُسکو پردیسی حکومت نے اپنی ملک بنا لی اور جو زمیندار زیادہ لگان دے اُسے کھیتی کرنے کو دی۔ اس سے نہ زمینداروں کو بہت کچھ بچتا ہے اور نہ کسانوں کو پیٹ بھرنے کو روٹی، تن ڈھانکنے کو کپڑا، رہنے کو شائستہ جھونپڑا ملتا ہے۔

زمین کی خام پیداوار کو یورپ کے سرمایہ دار چھ مہینے پہلے قیمت دے کر سستی خریدتے ہیں اور دنیا بھر کے بازاروں میں لیجا کر اسکو اچھی قیمت سے بیچتے ہیں۔ اور پھر یورپ کے کارخانوں سے ساختہ چیزیں لاکر ہندوستان میں فروخت کرتے ہیں۔ اس لیے ہندوستانی لوگ ہندوستان کی خام پیداوار کو دنیا کے بازاروں میں بلا واسطہ نہیں بیچ سکتے، اور بہت بڑی ثروت جو ہندوستانی پیدا کرتے ہیں تجارت کے ذریعے سے پردیسیوں کے ہاتھ میں ہر سال چلی جاتی ہے۔

ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں ہند کی انگریزی حکومت نے انگلستان کے سرمایہ داروں اور ساہوکاروں سے وقتاً فوقتاً ہندوستان کے نام سے بڑی بڑی رقمیں قرض لی ہیں، اور وہ سب مل کر ایک بڑی بھاری رقم ہوگئی ہے، اور وہ سارا بھاری بوجھ ہندوستان کی رعایا کے سر پر دھرا ہے۔ پس اس قرض کا سود ہر سال رعایا سے لگان یا محصول حکومت کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔ چونکہ قرض سونے کے حساب سے لیا گیا ہے، تو اسکا سود بھی سونے کے حساب سے ادا کیا جاتا ہے۔ مگر ہندوستان کا سکہ تو چاندی کا ہے، اسلیے جب چاندی سستی ہو جاتی ہے تو سود ادا کرنے کے لیے زیادہ روپے دینے پڑتے ہیں۔ بنابریں بعض اوقات انگریزی قرضخواہوں کو صرف چاندی سونے کے بھاؤ بدلنے سے کروڑوں روپے کا فائدہ ہو جاتا ہے، اور وہ انگریزی صرّاف اُس بیشمار زر سے ہندوستانی خام پیداوار جیسے گیہوں اور روئی خرید کرتے ہیں، اور دوسرے ملکوں میں فروخت کرکے نفع بلیغ حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح سے یہ جونکیں لگاتار ہندوستان کا لہو چوس رہی ہیں۔

ڈیڑھ سو سال سے ہندوستان کے ملک میں چار جونکیں لگی ہوئی ہیں :-

(۱) جونک یورپ کے دیسی کارخانوں کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں جو سالانہ کروڑوں پونڈ ہندوستان سے کھینچ لیجاتی ہیں اور ہندوستان میں کارخانوں کو بڑھنے نہیں دیتیں۔

(۲) جونک بندوبست سے ناپائدار زمین کا لگان۔

(۳) جونک یورپ کے دیسی سوداگر ہیں جو ہندوستان کی خام پیداوار کو ارزاں خرید کر کے دنیا کے بازاروں میں گراں بیچکر بے انتہا دولت کماتے ہیں۔ اور ہندوستانی تاجروں کا پیٹ کاٹتے ہیں۔

(۴) جونک انگریزی حکومت ہند کا قرض اور اس کا بیاج سالانہ ہندوستانی رعایا سے لیا جاتا ہے۔

دولت و ثروت کے صرف تین طریق سرچشمے ہیں (۱) زراعت (۲) صنعت یا کارخانے (۳) تجارت۔ ہندوستان میں ان تینوں سرچشموں پر پردیسی قابض ہیں۔ بھلا ایسی حالت میں ہندوستانی لوگ کب پنپ سکتے ہیں؟ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ اسی فی صدی لوگوں کو ہندوستان میں دونوں وقت کی پیٹ بھر روٹی نہیں ملتی! یعنی تین سو ملین (۳۰۰,۰۰۰,۰۰۰) لوگوں میں سے دو سو پچاس ملین لوگ (۲۵۰,۰۰۰,۰۰۰) نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ اور صرف پچاس ملین کی ایسی بری حالت نہیں۔ مگر ان میں بھی حقیقتاً آسودہ لوگ تھوڑے ہیں۔ جیسے اجلے کپڑوں میں اکثر ڈاکو ہیں! نہ صرف ہندوستان میں بلکہ سارے جہان میں قوموں کے دو حصے ہو رہے ہیں (۱) کنگالوں کا (۲) مالداروں کا۔ بھوک پیاس کی ذلیل انسان کو بہت جلد انقلابی اور باغی بنا دیتی ہیں۔

آج کل دنیا میں کنگال لوگ سب ملکوں میں اتفاق کرکے حق حیات حاصل کرنے کے لیے قانونی قوت پیدا کر رہے ہیں۔ اور انکی طاقت روز بروز زیادہ ہو رہی ہے۔ اگرچہ مالداروں کے ہاتھ میں لشکر اور ہتھیار ہے اور پولیس ہے، مگر اب تیس سال پہلے کی طرح مزدوروں کو کوئی نشانہ نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ اب دنیا کے تیور بدل گئے ہیں۔ مختلف کاموں کے مزدور باہم متفق ہوکر تمام ملک میں کام بند کر دیتے ہیں۔ اور قوم کا ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ گذشتہ مئی کے مہینے میں انگلستان جیسے کامل نظام ملک میں چار ملین مزدوروں نے اتفاق کرکے تمام کاروبار کو بند کر دیا تھا۔ اور دو تین ہفتے کے لیے بیسویں صدی کے انگلستان کو وحشی اٹھارویں صدی کا نمونہ بنا دیا تھا۔ ہزاروں ریلوے ٹرینیں، ٹرام وے، آٹوموبیلیں، بڑے بڑے کارخانے ایکبارگی بند ہو گئے تھے۔ کھانے پینے کی چیزوں کو گاؤں سے شہروں میں لانا دشوار ہو گیا تھا۔ اخبار چھپنے بند ہو گئے تھے۔ لندن دو تین ہفتوں کے لیے [illegible] قسمت کا نمونہ بن گیا تھا۔ اور یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ مزدور چاہتے ہیں کہ روزانہ کم گھنٹے کام کریں اور مزدوری زیادہ ملے۔ کیونکہ جنگ کے بعد سے کھانے پینے کی چیزوں کی قیمت اور گھروں کے کرایے بہت بڑھ گئے ہیں۔ مزدوری میں اضافہ کے بغیر گھر کی گاڑی چل نہیں سکتی۔

انگلستان میں مزدوروں کا دماغ اتنا بلند ہو گیا ہے کہ سلطنت برطانیہ کے وزیر اعظم تک کو جھوٹا کہنے سے نہیں چوکتے۔ ذرا مسٹر کک - مزدوروں کے پیشوا - کے ان کلمات کو سنیے :- "اگرچہ انسان وزیر اعظم کیوں نہ ہو تب بھی وہ اور لوگوں کی طرح جھوٹ بول سکتا ہے، ہم وزیر اعظم کو بھی جھوٹا کہنے سے نہیں ڈرتے" (ٹائمس ۱۰ جون ۱۹۲۶ء) یہ ہمت اور جرأت انگلستان کے مزدوروں میں کہاں سے آئی؟ اصل وجہ یہ ہے کہ انگلستان اور ان ملکوں میں مزدوروں کی انجمنیں ہیں۔ اور انکو اختیار ہے کہ جسکو چاہیں اپنا نمائندہ بنا کر مجلس قومی میں قانون بنانے کے لیے بھیجیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب انگلستان میں ایک دو ملین لوگ بیکار ہو جاتے ہیں تو تمام ملک میں دھوم مچ جاتی ہے۔ اور حکومت کو قومی خزانہ سے بہت سے ملین پونڈ مزدوروں کو مفت دینا پڑتا ہے۔

ذرا سوچنے کی بات ہے کہ ہندوستان میں دو سو پچاس ملین لوگ (۲۵۰,۰۰۰,۰۰۰) ہمیشہ فاقے کے ساتھ جیتے ہیں۔ جنکے جسم پر جاڑے کے مارے تن پر چیتھڑا اور ہڈی باقی رہ گئی ہیں۔ اور جب برسات میں پانی پڑتا ہے تو مکھیوں کی طرح مرتے ہیں۔ سال بھر محنت کرتے ہیں اور زراعت کی پیداوار اکثر عنایت سے ہوتی ہے مگر وہ سود لگانے کے بعد انکے پیٹ کو روٹی اور تن کو کپڑا نہیں رہنے دیتی۔ مگر انکے لیے کسی کو فکر نہیں۔ بزرگان قوم اس مسئلے کی طرف توجہ نہیں۔ قومی اخبار ہندو، سکھ، مسلمان کے جھگڑوں کی تفصیل سے پر ہوتے ہیں۔ مگر اس مسئلے سے جو تمام حصہ نوع بشر کی حیات دولت سے تعلق رکھتا ہے، نہ تو ان کو مس ہے اور نہ دلچسپی۔

قوم کے رہنما، خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ یا مسلمان، یا تو وہ سمجھ نہیں یا خود غرض ہیں۔ بہر حال ان کو منظور ہے۔ نہ تو وہ فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہیں ہندوستانی خبروں سے جو آئے دن دنیا میں پیدا ہوتی ہیں۔ انکی عقل کو جلا ہوتی ہے۔ اورنگ زیب کو مرے دو سو سال سے زیادہ مدت ہوئی اور اسکی خلاف رفتار کا خمیازہ اسکی اولاد نے بھگت لیا۔ جبکے خاندان سے سلطنت جاتی رہی۔ آیا اب یہ لوگ ان مُردوں کو یاد کرکے روتے رہیں اور دنگے فساد کرکے اہل وطن کے سر توڑتے رہیں یا جان سے مارتے رہیں؟ بھوکوں کو روٹی یا ننگوں کو کپڑے دیا کنگلوں کو محل ملتے ہیں؟ سب سے بڑا سوال یہ ہے جو ہندوستان قوم کو آہ و فریاد کرکے پکار رہا ہے۔ کہ ادھر آؤ اور کروڑوں بھوکوں، ننگوں اور بے خانماں کو موت کے پنجے سے بچاؤ۔ اور چھوڑ دو ان گنڈوں اور اوباشوں کو۔ جو بلا وجہ یا کسی کی اشتعالک سے بھائیوں کا خون بہاتے ہیں۔ ان کو کٹ مرنے دو! خس کم جہان پاک! آزادی پسند وہ شخص ہے نہار ننگ وطن۔ جو دنگا فساد کرکے قوم کی غلامی کو مضبوط کرتے ہیں۔ دنیا وہ قابل التفات ہیں یا دو سو پچاس ملین فرزند آدم۔ جو کھیتی کرکے اور محنت مزدوری کرکے ہر سال بے انتہا ثروت اور نعمت پیدا کرتے ہیں اور لٹیرے انکو سب کی سب لوٹ کر لیجاتے ہیں۔ اور انکو آئے دن بھوک پیاس دکھ درد کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

ہندوستان کے رہنما اکثر مالدار لوگ ہیں۔ بہت سوں کو حکومت کی طرف سے خطاب و منصب بھی ملے ہیں۔ ایسے لوگوں کو واقعی خبر نہیں کہ بھوکے کنگالوں کی کیا حالت ہے۔ فرصت سے فائدہ اٹھانا انھیں معلوم ہی نہیں۔ جنگ عالمگیر نے بہت سی چھوٹی چھوٹی قوموں کو آزاد کر دیا۔ پولینڈ، لاٹویا، استھونیا وغیرہ قومیں آج مستقل بن گئیں۔ مگر ہندوستانی مدبر زبانی ستیہ دیسی لوگوں کی میٹھی باتوں سے فریب کھا کر، بیچارے، وطن سے دور کیے کہ ہندوستان کی غلامی کو مضبوط کر دیا بلکہ اور بہت سی قوموں کو غلام بنا دیا۔ انگلستان کے مزدور اپنے حاکموں کو خوب جانتے ہیں۔ اسلیے انکے وعدوں پر بھروسا نہیں کرتے بلکہ پارلیمنٹ میں قانون بنا کر

اپنے حقوق کو محفوظ رکھتے ہیں۔

اب وقت آگیا کہ قوم کے رہنما جانچ پڑتال کے بعد تسلیم کیے جائیں۔ کسانوں اور مزدوروں اور بیواؤں کو چاہیے کہ انگلستان کے مزدور پیشہ لوگوں کی پیروی کرکے اپنے جتھوں سے اپنے پیشوا انتخاب کریں اور کانگرس میں۔ میونسپلٹی میں۔ مجلس قانونی میں۔ مجلس شوریٰ میں، اور گزشتہ تجربہ کے مطابق مسائل سیاسی اور اقتصادی کو سب مسائل پر مقدم رکھیں۔ اور مذہبی رسموں کو مندروں، مسجدوں، گوردواروں میں ادا کریں اور سیاسی اور اقتصادی مسائل سے الگ رکھیں۔

آزاد و مہذب یافتہ ملکوں میں طالبعلموں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے بحیثیت قوم آزادی کو بلند کیا ہے۔ چنانچہ چین میں طالبعلموں نے پردیسی ساختہ چیزوں کا خریدنا بند کرکے پردیسی تجارت کو بہت کچھ نقصان پہونچایا ہے۔ اگر ہندوستان کے طلبا بھی کسانوں، مزدوروں، بیواؤں کے ساتھ اتفاق کرکے ایک آزادی ہندوستان لیگ قائم کریں اور سیاسی مسلک استقلال تام اور اقتصادی مسلک سوشلسٹ قرار دیں، تو تھوڑی مدت میں مزدوروں کا فرقہ ہندوستان میں قوی ترین فرقہ بن سکتا ہے۔ اور کانگریس کے جلسوں میں اور میونسپل بورڈوں میں اور مجلس قانونی میں اور مجلس شوریٰ میں کسانوں کے لگان کو کم کرنے اور مزدوروں کی اجرت کو زیادہ کرنے کے مسائل سب سے زیادہ مقدم ہو جائیں گے۔ اور ہر عاقل و بالغ کو حق انتخاب ملنے کا مسئلہ بھی قابل التفات بن جائے گا۔ اور اس طرح سے سیاسی اور اقتصادی مسائل قوم کے تمام طبقوں میں سرایت کر جائیں گے۔ اور نہ حکومت دھوکا دے سکے گی اور نہ خود غرض پیشوا لوگوں کو فریب دیکر بیجا جھگڑوں میں اُلجھا سکیں گے۔ اور ان مسائل کا سمجھنا ہر ایک کو آسان ہوتا جائیگا۔ اور وہ سب مسائل جو ہم علیں روزانہ دفتروں سے کرنے لگیں گے اور نئی زندگی کی لگن لگ جائے گی۔

آزادی ہندوستان لیگ کے مقاصد حسب ذیل ہوں:- (۱) ہندوستان کی سیاسی اور اقتصادی پوری آزادی (۲) حکومت اجنبی کی نوکری عار اور غلامی کا پیشہ شمار (۳) زراعت و صناعت و تجارت تعلیم یافتہ لوگوں کا ذریعہ معاش (۴) فوجی نوکری سے کنارہ (۵) نئے علوم و فنون جو آج مہذب یافتہ قوموں میں جاری ہیں تمام قوم میں پھیلانا (۶) قانوناً کسانوں کے لگان کو کم کرانا اور مزدوروں کی اُجرت کو فراخی رزق کا ذریعہ بنانا۔ (۷) قانوناً دلیسی کارخانوں کو رواج دینا اور پردیسی بنی ہوئی چیزوں کو ہندوستان میں آنے سے روکنا (۸) ہر عاقل بالغ کو حق انتخاب اعضائے مجلس قانونی و مجلس شوریٰ (۹) زمین ملکیت قوم اور نہ ملکیت حکومت اجنبی۔

دستور العمل:- دنیا کے تمام مہذب یافتہ ملکوں میں اہل دولت یا زراعت کرتے ہیں یا کارخانوں کے مالک ہیں یا تجارت پیشہ ہیں۔ اگر ہمارے تعلیم یافتہ ان تین چیزوں کو اپنا ذریعہ معاش بنائیں تو تھوڑے دنوں میں اہل ثروت ہوجائینگے اور ملکی تحریکوں کو مدد دے سکیں گے۔ اور گاؤں اور کھیتوں میں کسانوں مزدوروں بیواؤں کو قصے کہانیاں سنا کر سیاسی و اقتصادی مسائل سکھا سکیں گے۔ ساری قوموں نے علمی ترقی، اقتصادی برتری، سیاسی آزادی اسی طرح حاصل کی ہے جب ہندوستان کے کسان اور مزدور سمجھ جائیں کہ ان کی محنت و مزدوری کا پھل کس طرح سے لوٹا جاتا ہے تو وہ بھی انگلستان کے مزدوروں کی طرح حق حیات طلب کریں گے اور حکام کی میٹھی تقریروں سے فریب نہ کھائینگے اور نہ وطن فروش رہنماؤں کے دھوکے میں آئیں گے۔

اگر ہندوستان کے تعلیم یافتہ وطن پرور دل کھول کر زراعت و صناعت و تجارت کو اپنا نصب العین بنائیں اور عوام الناس کو اپنی اخلاقی زندگی سے زندہ کردیں اور یورپ و امریکہ کے مزدوروں کے طرز عمل کو اپنا دستور العمل قرار دیں، تو وہ بہت تھوڑے دنوں میں کانگرس پر حاوی اور حکومت وطن پر قابض ہو جائیں گے۔ اُس وقت حکومت ہند دو سو ملیون دس دولت پیدا کرنے والے ہندی مزدوروں کی درخواست رد نہ کرسکے گی۔ اگر بفرض محال حکومت ان کی بات نہ سنے، تو جیسے انگلستان کی ہڑتال سے دو ہفتے کے لیے تمام قوم کا ناک میں دم آگیا تھا اُسی طرح ہندوستان میں کسانوں کے لگان بند کردینے اور مزدوروں کے کام سے ہاتھ اُٹھا لینے سے دنیا میں سب سے بڑا انقلاب پیدا ہو جائے گا اور شاید خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہے!

مولوی عبدالرزاق ندوی

سچ کی برادری کے بہت سے بھائی مولانا عبدالرزاق ندوی کی بابت استفسار کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے سال موصوف نے سچ کو اپنے گراں قدر مضامین سے جس قدر زینت دی تھی اُسکے لحاظ سے اُن کی خاموشی پر ہمارے بھائیوں کی تشویش بالکل قدرتی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف، پچھلے چھ ماہ سے مسلسل اور گہری علالت میں مبتلا ہیں، اور ابتک تندرست نہیں ہو سکے ہیں۔ فی الحال لکھنؤ کے ایک ڈاکٹر کے زیر علاج ہیں، جس نے اُن کا مرض "کالا آزار" تجویز کیا ہے، اور پچکاریوں کے ذریعہ سے علاج ہو رہا ہے۔ بخار ہر وقت رہتا ہے، اور بعض اوقات بہت تیز ہو جاتا ہے۔ بے غایت ضعیف و کمزور ہو گئے ہیں۔ ناظرین اُنکی صحت کی دعا کریں۔ مستقل قیام اپنے وطن، قصبۂ ملیح آباد، ضلع لکھنؤ میں رکھتے ہیں، اور لکھنؤ علاج کے لیے ہفتہ میں ایک آدھ بار آجاتے ہیں۔ دین کی خدمت کے لیے اللہ اُنھیں زندگی کے ساتھ صحت بھی عطا فرمائے

"م"

معذرت

سچ کئی ہفتہ سے ناوقت شائع ہو رہا ہے، جس کا مجھے بڑا افسوس ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ سچ کی موجودہ آمدنی اسکی متحمل نہیں کہ کوئی بالمعاوضہ معاون رکھا جائے۔ توسیع اشاعت کے لیے جو تحریک مسلسل کی جارہی ہے اُسکے ابھی تک قابل اطمینان نتائج نہیں پیدا ہوئے اور گذشتہ ۱۰ مہینے کے اندر جو مالی نقصان دفتر کو برداشت کرنا پڑا ہے اُسکے لحاظ سے خطرہ ہے کہ سچ کی خدمات کا سلسلہ یوں ہی جاری رہ سکے۔ سچ کے جو قدردان دل سے اسکے خواہاں ہیں، کہ یہ اصلاحی کام جاری رہے اور پابندی وقت کے ساتھ جاری رہے، اُنھیں خاص طور پر توجہ فرما کر ایسی کوشش کرنا چاہیے کہ اس سال کے اندر اندر سچ کے خریداروں کی تعداد ایک ہزار ہو جائے

خاکسار مہتمم

شہادت حسینی

!

ماہ محرم کی تجلی ریزیاں

از خامہ: - مولانا مناظر احسن گیلانی مدظلہ

(سلسلہ گزشتہ)

وہ زمین میں نے امانت میں خیانت کی تھی، اس پر اُسکے جاہ و حشم پر، مال و دولت پر آسمان روئے زمین روئی اور جسنے امانت کو پوری قوت کے ساتھ نہایت صفائی کے ساتھ بغیر کسی آلودگی کے واپس کیا، اس پر وہ جب وجہ جسکے سب معروف گریہ و بکا ہیں، صدیوں سے ہیں، قرنوں سے ہیں، اور اب تو اُس پر تیرہ سو برس گزر چکے ہیں، یہ رونا نہ تھمے گا، یہ ماتم نہ ختم ہوگا۔

کون ہے؟ نسل انسانی میں کون ہے، جس پر آسمان و زمین و تیرہ آسمان و زمین چیخے ہوں، یعنی بنی نوع انسانی نے اس پر غم کا اظہار کیا ہو۔ کیا ہندو کسی پر اس طرح روئے؟ کیا عیسائی اپنے کسی نبی پر اس درجہ محزون ہوئے؟ کیا بودھ کے پیروؤں میں اسکی کوئی نظیر ہے؟ کیا یہودیوں کا کوئی شہید اتنا مشہور و اتنا بلند ہے؟ کیا پارسیوں کی محدود جماعت کی کوئی قربانی اس احترام کی مستحق قرار پائی؟ یہ انکی تاریخوں میں بلاشبہ ایسے قتل نظر آتے ہیں جنکے خون کو دیکھ کر انسانی فطرت بہت مضطرب ہوئی ہے، اور کچھ دن کے لیے کسی مخصوص ملک کے کسی خاص علاقہ میں اس اضطراب نے آنسوؤں کی شکل اختیار کی، لیکن سوال یہ ہے کہ اتنی وسعت زمانی و مکانی اتنی گہری اور عمیق فضا کی کی نظیر تاریخ میں کون دکھا سکتا ہے؟

اور یہی مراد ہے سر الشہادتین میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت جہری شہادت تھی، اور اسی وجہ سے شہرت میں اتنا بلند رتبہ حاصل کیا۔

"خائن" کے متعلق جب قرآن مجید کا نص قطعی وارد ہے "فما بکت علیہم السماء والارض" اور محل طعن و ملامت میں وارد ہے، تو کیا جس شخص پر آسمان و زمین سے بھی زیادہ گرامی ہستیاں روئیں، اس سے انکی تعریف و تقدیس نہیں نکلتی؟

یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

انا بری من حلق وصلق وخرق (بخاری، مسلم)	جسنے کہ ماتم میں سر منڈایا اور زور زور سے چیخا اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بری ہوں۔

اور یہ بلاشبہ حدیث میں ہے کہ:۔

لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاہلیۃ (بخاری)	جو گالوں پر طمانچے مارتا ہے یا گریبان پھاڑتا ہو یا جاہلیت والوں کی طرح بین کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔

پھر کیا ان حدیثوں کے بعد بھی میں ان نادانوں کی تائید کروں گا جو اپنے سینوں پر لوہے کی زنجیریں پٹکتے ہیں، یا اپنے بال نوچتے ہیں، یا مصنوعی آواز و نالوں کے ساتھ اہل جاہلیت کے دستور کے مطابق دھاڑیں مارتے ہیں۔ میں

ان سے وہی کہوں گا جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کی عیادت کے وقت صحابہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا تھا۔

الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا۔ واشار الی لسانہ (بخاری و مسلم)	کیا تم لوگ نہیں سنتے ہو، اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں یا دل کی کراہ پر سزا نہیں کرتا بلکہ اسکی سزا اس پر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ چیخ پکار، بین اور ہنگامہ تو سزا اور ناجائز امور ہیں لیکن دل کی رقت، طبیعت کے ہیجان، آنسوؤں کے سیلان کو کون روک سکتا ہے۔ لہٰذا رونے دھونے کو ذرا سنبھل کر سوچنا چاہیے کہ وہ کہیں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو تو نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ جب ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع طاری ہوا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ایسے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ وہ وقت یا رسول اللہ آپ یا رسول اللہ روتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا "انہا رحمۃ" یہ رحم اور ترس ہے، اتنا فرمایا تھا کہ پھر آنکھوں سے دوسرا سلسلہ جاری ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم روتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، دل غمناک ہے، اور ہم نہیں کہتے لیکن وہی جو ہمارے رب کی مرضی ہو۔

مخصوص دنوں میں اپنے کو رونے پر تم کیوں آمادہ کرتے ہو، کیا کربلا کا حادثہ ایسا حادثہ ہے، جس پر دل کی غم انگیزی کبھی ختم ہو سکتی ہے؟ یہ صحیح ہے کہ ماہ محرم میں یہ واقعہ زیادہ یاد آتا ہے، اور یہ قدرتی امر ہے، ممکن ہے کہ اس موسم میں جگر کی ٹیسیں زیادہ بڑھ جائیں، دل میں زیادہ شدت کے ساتھ ہوک اٹھے، اندرونی بےچینیاں بیرونی آنسوؤں کی شکل اختیار کریں، لیکن اس غم کے لیے دن کیوں بناتے ہو، جو غیر محدود سوز کا طالب ہے اُسکو محدود بنا کر تنگ کیوں کرتے ہو؟

اور میں تم پر کیا ملامت کروں، کہ اب تو ہمارے دشمن اور اُن دشمنوں کے بہکائے سو رہو کر خود ہمارے گھر میں ایسے لوگ ہیں جو اس جہری شہادت کو سری بنانے کی فکر میں مصروف ہیں، بلکہ ان میں کچھ ہیں، جو اس شہادت کو شہادت کے درجہ سے گرانا چاہتے ہیں، وہ اب مشورہ دے رہے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کو یہ نہ کرنا چاہیے، اور ان کو یہ کرنا زیادہ مناسب تھا۔ پچپن سال کے بزرگ امام علیہ السلام تیرہ سو برس کے بعد ان پیشہ ور مورخین کے مشوروں کے کس حد تک محتاج ہیں، اسکا تصفیہ خود انکی عقل کر سکتی ہے۔

لیکن میں تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اس نکتہ شناس طبیعت کی داد دیتا ہوں کہ آپ نے سر الشہادتین میں لکھا ہے، جسکا خلاصہ یہ ہے، کہ شہادت دراصل فضائل و کمالات کے سلسلے میں ایک اہم حقیقت ہے، اور نبوت کبریٰ جو تمام فضائل و کمالات کی آخری حد ہے "محمود" تھا، گو اس میں یہ کمال بھی شریک ہو، لیکن منصب نبوت کی شان عالی ہے، اس سے اختلال کا اندیشہ تھا، اس لیے قدرت نے اس کمال کو ہمارے باپ کے "بیٹے" کی طرف منتقل کر دیا، شاہ صاحب نے صحیح حدیثوں سے امام حسین علیہ السلام کا فضل واسع ہونا ثابت فرمایا، بلکہ اس

بیٹا، جو ثابت کیا ہے، اور عقلی طور پر بھی اس وسوسے کو اس سے دور کیا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام اپنے جسم کے بعض حصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خلقۃً بہت زیادہ اشبہ تھے۔

پس جو کمال بیٹے کو ملا، وہ باپ ہی کو ملا، کیونکہ انجیل میں ہے کہ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب بیٹے کا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بیٹے کا ہے سب باپ کا ہے۔ اور اس بنیاد پر شاہ صاحب کا یہ قول بالکل درست ہے کہ جو فضیلت امام حسین علیہ السلام کو حاصل ہوئی، وہ در اصل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں داخل سمجھی جائے گی۔ بہر حال شاہ صاحب نے یہ کس قدر صحیح ارقام فرمایا ہے کہ "فضیلت شہادت" سے منصب نبوت میں اختلال کا اندیشہ تھا۔

میں دیکھتا ہوں کہ یہی فضیلت جب نبوت سے ہٹ کر راست پر اور باپ سے ہٹ کر بیٹے کو ملی، تو ہمارے دلوں میں وسوسوں کے کتنے سمندر موج مارنے لگے۔ خصوصاً آج کتنے ہیں، جو اتفاقی واقعہ کہکر اس کی اہمیت کو گھٹانے کے درپے ہیں، اور ان میں ایسے بہت ہیں جو علانیہ کہہ رہے ہیں کہ "جب طاقت و سلطنت سے مغلوب ہو کر کربلا میں شہید کا خون بہا،" ظالم، وہاں میں نے یہی سنا ہے، کہ اپنی خانگی صحبتوں میں، اس کو چند ضد اور ہٹ دھرمی کا ایک کرشمہ سمجھتے ہیں؟ اگر امام کی ولایت میں بھی شبہ پیدا ہو گیا ہو، اُن کی ملکوتی قوتوں کے متعلق وہ اظہار تذبذب کرتے ہیں، وہ امام ہمام سید الشہداء علیہ السلام کے متعلق وہی باتیں سوچتے ہیں، جو عصر حاضر کے گمکردہ راہ پیرزادوں کے متعلق دیکھتے ہیں۔ اور ان اوہام و وساوس کی بنیاد کیا ہے؟ وہی فضیلت شہادت، جو باپ کی جگہ بیٹے کو ملی، اگر امام حسین علیہ السلام کربلا میں ان خصوصیتوں کے ساتھ شہید نہ ہوتے تو ان وسوسوں کی کہاں گنجائش تھی؟

پھر غور کرو، کہ اگر یہی "شہادت خاص" ذات نبوت کے ساتھ ظاہر ہوتی تو ان بیماروں کے ایمان کا کہاں ٹھکانا تھا۔ اس وقت تو ان کو بیٹے کے عقل و اخلاق میں نقص نظر آتا ہے، تو اسی سبب سے وہ باپ کو بری رکھنے پر قادر تھے، ان کی بربادی تھی اور کیسی بربادی تھی، اور اب بھی وہ کب بربادی سے بچے ہوئے ہیں، انھوں نے پھل پر اعتراض کیا ہے، تو کیا وہ بھول گئے کہ درخت ان کی زبان کی برچھیوں سے محفوظ رہا پھل اور کیسا پھل، جس نے بتول رضی اللہ تعالی عنہا کے آغوش میں پرورش پائی، حیدر کرار کی نگرانی میں ہوش سنبھالا، بلکہ یہ ہے کہ جسکو دنیا کے سب سے بڑے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کی طرح پالا اور باپ کی طرح نگہداشت کی، وہی جسے ابو بکر صدیق نے ہمیشہ پیار کے ساتھ وہ سب کچھ سکھایا جو انکے نانا صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا، فاروق اعظم کی توجہ جس پر اپنے بچوں سے زیادہ تھی، ذو النورین کو جو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھا، اور سارے صحابہ کی آنکھوں کا جو نور تھا۔ ان دونوں

لہ: نادان اس حدیث سے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ "رفتی ولقد ..." بعض نے اسکا ترجمہ کیا ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے، اور بعض نے کہا کہ تو اور جو کچھ تیرا ہے تیرے باپ کا ہے۔ سے حافظ ابن حجر نے صحابہ میں ان تعلقات کو روایات کی روشنی میں دکھایا ہے۔ من شاء فلیرجع الیہ۔

کی کھوئی قوت سے دو میل پیدا ہوا تھا، افسوس ہے، تم پر افسوس ہے کہ آلکسی اور کی عقل میں تاریکی نظر نہیں آئی، کسی اور کے اخلاق میں ہٹ دھرمی، ضد کی کدورت تم کو معلوم نہ ہوئی، اور معلوم ہوئی تو کہاں معلوم ہوئی، تمہارے، سیر ہو ورک (تنتیشی بجاوت) کے لیے تو بڑا میدان تھا، پھر اسی وادی پر خار میں اترنے کی کیا ضرورت تھی؟

جس نے پچیس سال کی عمر رضا و تسلیم، خاموشی اور خلوت میں گذار دی، جس نے باوجود گھوڑوں اور پرشوکت سواریوں کے، ایک دفعہ نہیں دس دفعہ نہیں، بلکہ پچیس دفعہ ڈھائی سو میل کی مسافت طے کر کے اللہ کے گھر کا حج کیا جتنے تین دفعہ اپنی ساری ملکیت سے دست بردار ہو کر بے خانماں ہو کر اپنا سب کچھ لٹا دیا، تم اسکے متعلق ایسے برے خیالات رکھتے ہو، فرات کے کنارے تو (العیاذ باللہ) وہ یزید کی دولت کو دیکھ کر آیا تھا، لیکن مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ پچیس دفعہ پیادہ پا کس غرض کو سامنے رکھ کر آتا رہا۔ اس کا کیا منصوبہ تھا جب اس نے اپنی ساری جائداد کو تین دفعہ اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔

انگریزی قوم کی علم پروری

بارہا کہا گیا ہے کہ ہندوستان کی یہ انتہائی خوش نصیبی ہے کہ اسے محکومی و غلامی نصیب بھی ہوئی تو انگریز جیسی علم دوست، علم پرور، و علم نواز قوم کی۔ یہ دعوی غلام ہندوستانیوں کی زبانوں سے بار بار ادا ہوا ہے، اس کی بابت آزاد برطانوی اہل قلم کا کیا خیال ہے، اس کا اندازہ اقتباس ذیل سے ہوگا:—

"جرمن وزیر خارجہ کی حیثیت سے آپ نے پیام تہنیت بھیج کر جس جو قدر افزائی کی ہے، وہ اس لیے اور بھی قابل قدر ہے کہ آپ کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ کے ذہن میں بھی کوئی اس قسم کا تصور نہیں آسکتا، اسلیے کہ تہذیب و شائستگی میں ہماری قوم ابھی بربریت (وحشت) کی منزل ہی ہے۔ عقل ترقی سے ہمارے دل کو وحشت ہوتی ہے، اور ہمارے ذہن میں یہ عقیدہ جما ہوا ہے کہ آرٹ (فن لطیف) گو وہ اس نادی کے لیے کتنا ہی پُر لطف ہو، اخلاق سوزی ہوتا ہے۔"

جارج برنارڈ شا، کا شمار اس وقت برطانیہ کے چوٹی کے ادیبوں، انشاپردازوں اور اہل قلم میں ہے۔ ابھی عمر کی ستر منزلیں طے کرنے پر اس نے حال میں جو اپنی سالگرہ کا جشن منایا تھا، اس موقع پر جرمنی کے وزیر خارجہ نے جو مبارکباد بھیجی تھی، اسکے جواب میں شا نے جو خط لکھا، یہ اس کا اقتباس تھا، جو اوپر درج ہوا۔ ول، اچنسر، وغیرہ اس سے بھی کہیں زیادہ اپنی قوم کی خوش مذاقی کی داد دے چکے ہیں!

سے علامہ شعرانی نے اپنے طبقات میں اس کو لکھا ہے کی
سے ایک سے زیادہ تاریخوں میں یہ واقعہ لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتب خانۂ اسلامیہ

[illegible]

[illegible]

سر سید مرحوم
- خطبات احمدیہ
- کل مجموعہ لکچر
- رسالہ [illegible]

نواب محسن الملک مرحوم
- اسلام
- مجموعہ لکچر
- مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب
- مسلمانوں کی تعلیم

مولوی چراغ علی مرحوم
- اسلام کی دنیوی برکتیں
- حضرت سلیمان
- حضرت [illegible]

خلیفہ محمد حسین مرحوم
- اعجاز التنزیل
- سفرنامہ [illegible]

مولانا سید احمد [illegible]
- المدینۃ [illegible]
- تحریر المرأۃ

مولوی عبد الغنی مرحوم
- [illegible]

مولوی سید محمد [illegible]
- آثار [illegible]
- حیات [illegible]

مولوی عبد اللہ [illegible]
- پیام [illegible]

مولانا حالی مرحوم
- حیات سعدی
- حیات جاوید
- مجموعہ نظم حالی

مولانا اظہری مرحوم
- [illegible]
- ٹیپو سلطان
- [illegible]

مولانا اسلم جیراجپوری
- سیرۃ الرسول
- [illegible]
- خلافت [illegible]
- تاریخ القرآن
- تاریخ نجد
- حیات حافظ
- علوم عرب

مولانا عبد [illegible]
- ذکر جمیل
- ذکر الحبیب
- سیرۃ الصدیق
- [illegible]

نیاز فتحپوری
- تاریخ الدولتین
- [illegible]

مولوی نذیر احمد مرحوم
- حمائل ترجمہ
- [illegible]
- مجموعہ لکچر

مولوی ذکاء اللہ مرحوم
- تاریخ ہندوستان
- [illegible]

مولوی شبیر [illegible]
- [illegible]

خواجہ حسن نظامی
- [illegible]

حکیم فرید [illegible]
- سیرۃ [illegible]

مولانا شبلی مرحوم
- سیرۃ النبی جلد اول
- جلد دوم
- جلد سوم
- الفاروق
- سیرۃ النعمان
- المامون
- الغزالی
- سوانح مولانا روم
- شعر العجم
- [illegible]

مولانا سید سلیمان ندوی
- ارض القرآن
- اہل السنۃ [illegible]
- حیات امام مالک
- سیرت عائشہ
- [illegible]

مولانا عبد السلام ندوی
- اسوۂ صحابہ
- [illegible]
- سیرۃ عمر بن عبد العزیز
- [illegible]

مولوی عبد الرزاق [illegible]
- [illegible]

مولوی سید انصاری
- سیر الصحابہ
- [illegible]

مولانا شرر لکھنوی
- [illegible]

قاضی سلیمان منصورپوری
- رحمۃ للعالمین
- سفرنامہ [illegible]

نواب علی حسن خاں
- [illegible]

مولانا اشرف علی تھانوی
- تفسیر بیان القرآن
- [illegible]
- بہشتی زیور
- بہشتی گوہر
- [illegible]

مولوی احمد حسین [illegible]
- [illegible]

مولانا ابو الکلام آزاد
- [illegible]
- تذکرہ
- [illegible]

مولوی عبد اللہ عمادی
- [illegible]

مولوی محمد علی [illegible]
- [illegible]

ملنے کا پتہ:- اسلامک بک ایجنسی - لکھنؤ